کیافرماتے ہیں علماء کرام درج ذیل کے بارے میں:

- کیا منگنی میں باقاعدہ ایجاب وقبول اور خطبہ سے نکاح منعقد ہوگا؟
- اگر نکاح درست ہے، توشادی کے دوران نکاح جدید کی کیا حیثیت ہے؟
- منگنی اور شادی میں مہر کی تبدیلی سے کس مہر کا اعتبار ہوگا؟
- اور مہر کی رقم میں زکوۃ کا کیا حکم ہے؟
- کیاشادی سے قبل علاج معالجہ میں شوہر کی اجازت ضروری ہے؟اور خرچہ ونفقہ کس پر ہوگا؟
- نکاح فیس کس کے ذمہ ہے؟
- اور وکیل بالنکاح پر گواہاں بنانا کیساہے؟ گواہوں کو رقم بطور اجرت دینا کیساہے؟
- لڑکی والوں کا یہ کہنا: دولاکھ نقد کی صورت میں ہمیں دے اور گھر کا سامان بھی آپ کے ذمہ ہوگا، تواس صورت میں حق مہر دولاکھ ہے، یا گھریلوسامان بھی مہر میں شامل ہے؟

الجواب حامداومصليا

منگنی میں باقاعدۃ ایجاب وقبول اور خطبہ نکاح:

نکاح کا دارومدارایجاب وقبول اورگواہوں پر ہے،لہٰذااگرنکاح میں مذکورہ چیزیں ہوں تونکاح منعقد ہوجاتاہے،البتہ جہاں یہ عرف ہوکہ منگنی میں صرف وعدہ نکاح ہو،جس میں باقاعدہ ایجاب، قبول وغیرہ کے الفاظ نہ ہواور یاہو مگرصرف ایک طرف سے ہو،تونکاح شرعی نہ ہوگا،جب کہ ہمارے عرف ایسانہیں ہے۔اس لیے منگنی سے باقاعدہ نکاح شرعی منعقد ہوگا۔

"(الحنفية - قالوا : للنكاح شروط بعضها يتعلق بالصيغة وبعضها يتعلق بالعاقدين وبعضها يتعلق بالشهود فأما الصيغة - وهي عبارة عن الإيجاب والقبول - فيشترط فيها شروط : أحدها أن تكون بألفاظ مخصوصة وبيانها أن الألفاظ التي ينعقد بها النكاح إما أن تكون صريحة و إما أن تكون كناية . فالصريحة هي ما كانت بلفظ تزويج وانكاح أي ما اشتق منهما كزوجت وتزوجت وزوجني ابنتك مثلا أو زوجيني نفسك فتقول : زوجت أو قبلت أو سمعا وطاعة . ويصح النكاح بلفظ المضارع إذا لم يرد به طلب الوعد فلو قال : تزوجني بنتك فقال : زوجتك صح أما إذا نوى الاستيعاد - أي طلب الوعد - فإنه لا يصح ...."

(الدرالمختار:كتاب النكاح)

نکاح جدید کی شرعی حیثیت:

پہلی صورت کے حوالوں سے واضح ہوا، کہ نکاح اول کا انعقاد ہوگیاہے،اب دوبارہ نکاح ضروری نہیں ہے صرف احتیاط پر مبنی ہے۔

"وإن جدد النكاح للاحتياط لا يلزم الزيادة بلا نزاع لأن الفرض إبقاء الأول---"

(الفتاوى البزازية:الملف الثانى)

"لو جدد النكاح لمنكوحته بمهر لم يلزمه ؛ لأن النكاح الثاني لم يصح ، فلم يلزم ما في ضمنه من المهر ."

(الموسوعة الفقهية)

تاہم دور حاضر میں دین سے دوری کی وجہ سے بعض اوقات نازیباالفاظ منہ سے نکل جاتے ہیں ،جس سے عقد نکاح کو خطرہ لاحق ہو سکتاہے۔اس لیے دوران رخصتی دوبارہ ایجاب وقبول مستحب ہے۔

"ولو زوجها لنفسه فسكوتها رد بعد العقد لا قبله ولو استأذنها في معين فردت ثم زوجها منه فسكتت صح في الأصح بخلاف ما لو بلغها فردت ثم قالت رضيت لم يجز لبطلانه بالرد ولذا استحسنوا التجديد عند الزفاف لأن الغالب إظهار النفرة عند فجأة السماع..."

(الدرالمختار:باب الولى)

نکاح جدید میں مہر کا اعتبار:

نکاح جدید میں اگراز سر نو مہر رکھاجائے،تواس کی تین صورتیں ہیں:

* مہر میں اضافہ کرناہو۔تو شوہر زیادت مہر کا پابند ہوگا،تاہم اگر دخول سے قبل طلاق کی نوبت آئیں،تو قدیم مہر کااعتبار ہوگا۔
* مہر میں کمی کرناہو،تو بیوی کی رضامندی ضروری ہے۔
* مہر میں تبدیلی مقصد نہ ہو،صرف احتیاط کی بناپر عقد نکاح کی تجدید مراد ہو،تو سابق مہر کا اعتبار ہوگا۔

في القنية: جدد للحلال نكاحا بمهر يلزم إن جدده لأجل الزيادة لا احتياطا اهـ أي لو جدده لأجل الاحتياط لا تلزمه الزيادة بلا نزاع كما في البزازية.

(الدرالمختار:مطلب: فى حط المهروالابراء منه)

وإن جدد النكاح للاحتياط لا تلزمه الزيادة بلا نزاع، كذا في الوجيز للكردري

(الفتاوى الهندية:الفصل السابع فى الزيادة فى المهروالحط)

وفي القنية جدد للحلال نكاحا بمهر يلزم إن جدده لأجل الزيادة لا احتياطا اهـ.وفي الظهيرية تزوجها بألف ثم جدد النكاح بألفين المختار عندنا أن لا تلزمه الألف الثانية؛ لأنها ليست بزيادة لفظا ولو ثبتت الزيادة إنما تثبت في حق ضمن النكاح فإذا لم يصح النكاح لم يصح ما في ضمنه اهـ.

(البحرالرائق: باب المهر)

(تفصیل کے لیے فتاوی عثمانیہ: کتاب النکاح)

حق مہر کی زکوۃ کس کا ذمہ؟

مہر وصول ہونے سے قبل بیوی کے ذمہ زکوۃ واجب نہ ہوگی۔جب کہ شوہر کے ذمہ دین ہے،مہر مؤجل ہو،یا معجّل ہو دونوں صورتوں میں شوہر کے ذمہ دین ہے۔لہٰذااس کا حکم بھی عام دیون کی طرح ہے۔

مہر مؤجل و معجّل میں فرق: جو مہر رخصتی سے پہلے دیا جاتا ہے وہ معجّل ہے اور رخصتی کے بعد دیا جانے والا مہر مؤجل ہے۔ (فتاوی قاسمیہ)

"زكاة صدقة المرأة:ذهب أبو حنيفة إلى أن صداق المرأة لا زكاة فيه، إلا إذا قبضته، لانه بدل عما ليس بمال، فلا تجب فيه الزكاة قبل القبض، كدين الكتابة.ويشترط بعد قبضه أن يبلغ نصابا، ويحول عليه الحول، إلا إذا كان عنها نصاب آخر سوى المهر، فإنها إذا قبضت من الصداق شيئا ضمته إلى النصاب، وزكته بحوله."

(فقہ السنۃ:زکوٰۃ الحلی)

"وأما سائر الديون المقر بها فهي على ثلاث مراتب عند أبي حنيفة - رحمه الله تعالى - ضعيف، وهو كل دين ملكه بغير فعله لا بدلا عن شيء نحو الميراث أو بفعله لا بدلا عن شيء كالوصية أو بفعله بدلا عما ليس بمال كالمهر وبدل الخلع والصلح عن دم العمد والدية وبدل الكتابة لا زكاة فيه عنده حتى يقبض نصابا ويحول عليه الحول. ووسط، وهو ما يجب بدلا عن مال ليس للتجارة كعبيد الخدمة وثياب البذلة إذا قبض مائتين زكى لما مضى في رواية الأصل وقوي، وهو ما يجب بدلا عن سلع التجارة إذا قبض أربعين زكى لما مضى كذا في الزاهدي."

(الفتاوی الھندیۃ:الباب الاول فی تفسیرالزکوٰۃ وصفتھا)

"أو مؤجلا ولو صداق زوجته المؤجل---"

(الدرالمختار:کتاب الزکوٰۃ)

مہر چونکہ شوہر کے ذمہ دین ہے، لہٰذا اس کی رقم زکوۃ سے منہا ہو گی۔

"وكذلك المهر يمنع مؤجلا كان أو معجلا؛ لأنه مطالب به كذا في محيط السرخسي. وهو الصحيح على ظاهر المذهب وذكر البزدوي في شرح الجامع الكبير قال مشايخنا - رحمهم الله تعالى - في رجل عليه مهر مؤجل لامرأته، وهو لا يريد أداءه: لا يجعل مانعا من الزكاة لعدم المطالبة في العادة، وأنه حسن أيضا هكذا في جواهر الفتاوى."

(الفتاوی الھندیۃ:الباب الاول فی تفسیرالزکوٰۃ وصفتھا)

رخصتی سے قبل علاج معالجہ، شوہر کی اجازت اور نفقہ:

بیماری و مرض کے علاج کا خرچہ شرعاً خاوند کے ذمہ نہیں۔

"وعليه ما تقطع به الصنان لا الدواء للمرض ولا أجرة الطبيب ولا الفصاد ولا الحجام---"

(الدرالمختار،مطلب:لاتجب علی الاب نفقۃ زوجہ ابنہ)

ولا يجب الدواء للمرض، ولا أجرة الطبيب، ولا الفصد، ولا الحجامة كذا في السراج الوهاج---

(الفتاوی الھندیہ:الفصل فی نفقۃ الزوجۃ)

(کذا فی فتاویٰ حقانیہ: 4\440)

(ھکذا فی خیر الفتاوی: 4\568)

(کذا فی دار العلوم دیوبند: جلد 11)

تاہم فتاوی دار العلوم زکریا کے مطابق یہ اخراجات اساسی ضروریات میں شمار ہو گئے ہیں، اس لیے بمطابق عرف بذمہ شوہر ہے۔

(تفصیل فتاوی دارالعلوم زکریا، باب حقوق الزوجین: 4\416)

سوال کا تعلق اجازت سے بھی تھا،اس کی تفصیل یوں ہے:

- شوہر مہر دینے میں ٹال مٹول کررہاہے،تونفقہ خاوند کے ذمہ ہے۔
- شوہر مہر بھی دیتاہے اوررخصتی کے بھی خواہاں ہے،لیکن لڑکی والے تیار نہیں ہوتے ہیں،تونفقہ خاوند کے ذمہ نہیں ہے۔
- تاخیر کسی کی وجہ سے نہیں ہے،البتہ عرف میں چندماہ کے لیے رخصتی کاانتظار کرناہوتاہے،توظاہرالروایہ کے مطابق نفقہ شوہر کے ذمہ ہے۔

"(قوله ولو هي في بيت أبيها) تعميم لقوله فتجب للزوجة، وهذا ظاهر الرواية، فتجب النفقة من حين العقد الصحيح وإن لم تنتقل إلى منزل الزوج إذا لم يطلبها. وقال بعض المتأخرين: لا تجب ما لم تزف إلى منزله، وهو رواية عن أبي يوسف واختاره القدوري وليس الفتوى عليه، وتمامه في الفتح (قوله إذا لم يطالبها إلخ) الأخصر والأظهر أن يقول به يفتى إذا لم تمتنع من النقلة بغير حق..."

(الدرالمختار،مطلب:لاتجب على الاب نفقۃ زوجہ ابنہ)

نکاح فیس کس کے ذمہ ہے؟

فیس نکاح خواں بلانے والے کے ذمہ ہے،اس کااندازہ عرف سے ہوتاہے۔ہمارے ہاں عام طورلڑکے والے بلاتے ہیں۔(تفصیل کے لیے امدادالفتاویٰ،الصراح فی اجرۃالنکاح،کتاب النکاح:301/2)

نوٹ:اجرت مقرر کرے،کیونکہ بسااوقات اجرت نکاح مقرر نہ ہونے کی وجہ سے اجرت مجہولہ کی خرابی لازم آتی ہے۔البتہ اگرامام کے تقرراور تنخواہ میں یہ بات واضح کردی جائے،کہ نکاح خواں بھی امام ہوگا،توباقاعدہ اجرت کی ضرورت نہ ہوگی،اس وقت امام کو دی جانے والی رقم ہدیہ شمار ہوگا۔

وکیل بالنکاح پرگواہ بنانا:

وکیل بالنکاح پر گواہ بناناضروری نہیں ہے۔

"واعلم أنه لا تشترط الشهادة على الوكالة بالنكاح بل على عقد الوكيل، وإنما ينبغي أن يشهد على الوكالة إذا خيف جحد الموكل إياها فتح."

(الدرالمختار:مطلب فی الوکیل والفضولی فی النکاح)

"(الباب السادس في الوكالة بالنكاح وغيرها) يصح التوكيل بالنكاح، وإن لم يحضره الشهود، كذا في التتارخانية ناقلا عن خواهر زاده."

(الھندیۃ:الفصل السادس فی الوکالۃ فی النکاح وغیرھا)

"(نوع آخر في الوكالة بالنكاح) إذا وكلت المرأة رجلا أن يزوجها من رجل يكتب: وكلت المسماة فلانة بنت فلان بن فلان فلانا وأقامته مقام نفسها في تزويجها من فلان بن فلان على صداق كذا درهما وعلى (دست بيمان) كذا درهما وكالة صحيحة وأن فلانا قبل هذه الوكالة قبولا صحيحا وذلك بتاريخ كذا ثم يكتب بسم الله الرحمن الرحيم: هذا ما تزوج فلان فلانة بتزويج وكيلها فلان

إياه بالمهر المذكور في صدر الكتاب وهو كذا نكاحا صحيحا جائزا بمحضر جماعة من الشهود العدول المرضيين، ويتم الكتاب.وفيما إذا وكلت رجلا أن يزوجها من نفسه يكتب: وكلت المسماة فلانة بنت فلان بن فلان بن فلان فلانا وأقامته مقام نفسها في تزويجها من نفسه على صداق كذا إلى آخر ما ذكرنا ثم يكتب: بسم الله الرحمن الرحيم إن فلانا الوكيل زوج موكلته فلانة من نفسه بحكم الوكالة المذكورة في صدر هذا الكتاب بالمهر المسمى في صدر هذا الكتاب تزويجا صحيحا بحضرة جماعة من الشهود العدول المرضيين، ويتم الكتاب."

(الهندية:الفصل الرابع عشرفی الوکالات)

شہادت پر اجرت لینا:

شہادت پر اجرت لینادرست نہیں ہے۔تاہم بعض علماء کے نزدیک اگرگواہی دینا ضروری نہ ہو۔ (جیساکہ یہاں ہے)،تووقت دینے کی اجرت لینادرست ہے۔

"قوله: (لكن له أخذ الاجرة لا للشاهد) في المجتبى عن الفضلي: تحمل الشهادة فرض على الكفاية كأدائها وإلا لضاعت الحقوق، وعلى هذا الكاتب، إلا أنه يجوز أخذ الاجرة على الكتابة دون الشهادة---"

(تکملۃحاشیۃ ردالمحتار)

"قَوْله: (لَكِن لَهُ أَخذ الاجرة لَا للشَّاهِد) فِي الْمُجْتَبَيْ عَنْ الْفَضْلِيِّ: تَحَمُّلُ الشَّهَادَةِ فَرْضٌ عَلَى الْكِفَايَةِ كَأَدَائِهَا وَإِلَّا لَضَاعَتْ الْحُقُوقُ، وَعَلَى هَذَا الْكَاتِبِ، إلَّا أَنه يجوز أَخْذُ الْأُجْرَةِ عَلَى الْكِتَابَةِ دُونَ الشَّهَادَةِ فِيمَنْ تَعَيَّنَتْ عَلَيْهِ بِإِجْمَاعِ الْفُقَهَاءِ، وَكَذَا مَنْ لَمْ تَتَعَيَّنْ عَلَيْهِ عِنْدَنَا، وَهُوَ قَوْلٌ لِلشَّافِعِيِّ.وَفِي قَوْلٍ يَجُوزُ لِعَدَمِ تَعَيُّنِهِ عَلَيْهِ اه."

(قرۃ عین الاخیارلتکملۃ ردالمحتار:کتاب الشہادات)

(الدرالمختار:مطلب:فی حط الثمن والابراءمنہ)

دولاکھ مہربقیہ گھریلوسامان:

بعض علاقوں میں یہ رواج ہے،کہ لڑکی والے یوں کہتے ہیں :

دولاکھ مہرہمیں نقد کی صورت میں دواور بقیہ گھریلوسامان آپ لوگ تیار کریں،تواس وقت مہر دولاکھ ہوں گے ،یاگھریلوسامان بھی مہرہی کا حصہ ہوگا۔

ہرایسی چیزکا مہرمقرر کرنا صحیح ہے،جوعرف میں مال سمجھاجاتاہو،لہٰذازیوریاگھریلوسامان کا مہرمقرر کرنا بلاشبہ درست ہے۔

"المهر لايكون الامال ،أومايوجب تسليم مال---"

(الفتاوی التاتارخانیۃ:کتاب النکاح)

"لأن المهر إما ذهب أو فضة أو مثلي غيرهما أو قيمي---"

(الدرالمختار:مطلب: فی حط المہروالابراء منہ)

صورت مسؤلہ کی تین صورتیں ہیں:

* دوران عقدیہ واضح کردے کہ سامان بھی مہر کا حصہ ہےاور سامان کی تعین جنس اور نوع کی صورت میں کرلیں ۔مثلا: فلان کمپنی کی واشنگ مشین ،اتنی قیمت والی فرنیچر وغیرہ آپ تیار کرے،تو بلاشبہ مہر سے شمار ہوگا۔
* اتنی وضاحت کردے،کہ مہرکا بقایاحصہ سامان کی صورت میں دیں اورسامان کی صرف جنس بتادیں۔مثلا:فرنیچر،واشنگ مشین وغیرہ آپ کے ذمہ ہے۔

یہ صورت بھی درست ہے،اگرچہ نوع کے اعتبار سے جہالت ہے،فقہاء نے اس جہالت کو بوجہ نزاع نہ ہونے کے جائز سمجھاہے۔

یہ واضح نہ ہو،صرف اتناکہاہو:کہ گھریلوسامان آپ کے ذمہ ہے۔یہ جنس اور نوع دونوں اعتبار سے جہالت ہے،اس وقت مہر مثل پر فیصلہ ہوگا۔

واضح رہے:

گھریلوسامان اس وقت مہرکا حصہ ہوگا،جب صراحتا اس کی وضاحت کرے،یاعام عرف میں یہ دستور ہوکہ مکمل مہرنقد کی صورت میں نہیں لیاجاتاہے،بلکہ کچھ حصہ سامان کی صورت میں وصول کیاجاتاہے۔مثلا:عام طور مہر مثل چھ لاکھ ہو،عاقدین یوں طے کرے،کہ دولاکھ مہردوبقیہ کا سامان خریدو۔اورجہاں یہ عرف نہ ہو،یاعقد نکاح میں اس کاتذکرہ نہ کیاجائے،تومہر سے شمارنہ ہوگا۔

"مطلب مسألة دراهم النقش والحمام ولفافة الكتاب ونحوهما ونظير ما في الخانية ما هو معروف بين الناس في زماننا من أن البكر لها أشياء زائدة على المهر: منها ما يدفع قبل الدخول كدراهم للنقش والحمام وثوب يسمى لفافة الكتاب وأثواب أخر يرسلها الزوج ليدفعها أهل الزوجة إلى القابلة وبلانة الحمام ونحوها. ومنها ما يدفع بعد الدخول كالإزار والخف والمكعب وأثواب الحمام، وهذه مألوفة معروفة بمنزلة المشروط عرفا؛ حتى لو أراد الزوج أن لا يدفع ذلك يشترط نفيه وقت العقد أو يسمي في مقابلته دراهم معلومة يضمها إلى المهر المسمى في العقد، وقد سئل عنها في الخيرية فأجاب بما حاصله أن المقرر في الكتب من أن المعروف كالمشروط يوجب إلحاق ما ذكر بالمشروط، وإن علم قدره لزم كالمهر وإلا وجب مهر المثل لفساد التسمية إن ذكر أنه من المهر، وإن ذكر على سبيل العدة فهو غير لازم بالكلية، والذي يظهر الأخير، وما في الخانية صريح فيه ثم ذكر عبارة الخانية المارة وما تقدم من اعتراضه على البحر.

وأنت خبير بأن هذه المذكورات تعتبر في العرف على وجه اللزوم على أنها من جملة المهر، غير أن المهر منه ما يصرح بكونه مهرا ومنه ما يسكت عنه بناء على أنه معروف لا بد من تسليمه، بدليل أنه عند عدم إرادة تسليمه لا بد من اشتراط نفيه أو تسمية ما يقابله كما مر، فهو بمنزلة المشروط لفظا فلا يصح جعله عدة وتبرعا، وكون كلام الخانية صريحا فيه قد علمت ما يناقضه وينافيه. وقد رأيت في الملتقط التصريح بلزومه كما قلنا حيث ذكر في مسألة منع المرأة نفسها حتى تقبض المهر فقال: ثم إن شرط لها شيئا معلوما من المهر معجلا فأوفاها ذلك ليس لها أن تمنع نفسها، وكذلك المشروط عادة كالخف والمكعب وديباج اللفافة ودراهم السكر على ما هو عادة أهل سمرقند، وإن شرطوا أن لا يدفع شيء من ذلك لا يجب، وإن سكتوا لا يجب إلا من صدق العرف

من غير تردد في الإعطاء لمثلها من مثله وللعرف الضعيف لا يلحق المسكوت عنه بالمشروط. اهـ. ثم رأيت المصنف أفتى به في فتاويه."

(الدرالمختار:مطلب: فی حط المهروالابراء منہ)

واللہ اعلم بالصواب۔

سید کلیم اللہ حرمزی۔